کتاب دوستی اور ہمارے اسلاف

مولانا عصمت اللہ نظامانی
متخصصِ جامعہ

اگر ہم اپنے اسلاف واکابرین کی زندگی اور سوانح حیات کا مطالعہ کریں تو یہ بات ہم پر بالکل واضح وعیاں ہوگی کہ ہمارے اکابر علم سے محبت رکھنے والے اور کتاب دوست تھے۔ ان کی زندگی کا محور کتاب ہوتی تھی، کتابیں پڑھنا، انہیں خریدنا، اور اپنے پاس جمع کرنا ان کا محبوب مشغلہ ہوتا تھا، کتابوں کے حصول کے لیے مال خرچ کرنے سے ان کو راحت وسکون ملتا تھا، کتابوں کی درمیان بیٹھنا ان کے لیے پُرکیف ہوتا تھا، انہیں کتابوں سے انتہائی لگن تھی، جس کی بنا پر ان میں کسی فرد کے پاس ایک لاکھ کتابیں ہوتی تھیں (۱) تو کسی کے پاس دو لاکھ کتابیں۔ (۲) کوئی راستے میں چلتے ہوئے بھی کتاب پڑھتا تھا، (۳) تو کوئی کتابوں کی محبت میں مفلس ومقروض ہوگیا۔ (۴) الغرض کتابوں کی مجلس میں ہی ان کے شب وروز گزرتے تھے، جس کا لازمی نتیجہ یہ ہوتا تھا کہ علم میں کامل رسوخ حاصل ہوتا، اور بہترین استعداد واعلیٰ صلاحیتوں کے مالک ہوتے، دین وملت کی رہنمائی کرتے، اور شاندار علمی خدمات سرانجام دیتے تھے۔ ذیل میں کتاب کی اہمیت وضرورت اور اسلاف واکابرین کے کتاب دوستی کے سلسلے میں واقعات وارشادات ذکر کیے جارہے ہیں؛ تاکہ ان کا مطالعہ کرنے سے ہمیں بھی کتابوں کا ذوق ہو۔

کتاب ایک بہترین دوست اور ساتھی

یہ بات کسی پر مخفی نہیں ہوگی کہ اچھی کتاب ایک دوست کا کام سرانجام دیتی ہے، جس سے آپ کامیابی کا راستہ، ہدایت کی راہ، اور ضرر ونقصان دہ چیزوں سے حفاظت کا طریقہ معلوم کرسکتے ہیں، ایک حقیقی دوست کی طرح مفید کتاب کبھی نقصان نہیں پہنچائے گی، اس سے آپ ہمیشہ نفع اور بھلائی ہی پائیں گے، چنانچہ مشہور مؤرخ خطیب بغدادی (ت: ۴۶۲ھ) رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ایک جگہ کتابوں کی تعریف وتوصیف بیان کرتے ہوئے، انہیں بہترین دوست اور عمدہ ساتھی قرار دیا ہے، چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

’’قلت: ومع ما في الكتب من المنافع العميمة والمفاخر العظيمة، فهي أكرم

مال وأنفس جمال، والكتاب آمن جليس، وأسر أنيس، وأسلم نديم، وأفصح كليم.‘‘(۵)

ترجمہ: ’’کتابوں میں موجود عمومی منافع اور بڑی قابلِ فخر چیزوں کے علاوہ، وہ بہترین مال اور انتہائی نفیس جمال وخوبصورتی ہیں۔ کتاب بہت پُرامن ہم مجلس ہے، بڑا رازدان دوست، سلامتی والا ساتھی اور انتہائی فصیح سخن گو ہے۔‘‘

کتابیں علم کا ستون

کتابیں علم کا ستون ہیں، جس طرح عمارت کا ستون کے بغیر مضبوط وپائیدار ہونا مشکل ہے، اسی طرح کتابوں کے بغیر علم کا حصول واستحضار بھی بہت مشکل ہے۔ کتابوں کے ذریعے ہی علم میں رسوخ وپختگی حاصل ہوسکتی ہے، چنانچہ علامہ ابنِ حزمؒ نے بھی کتابوں کی کثرت کو علم کا ایک ستون شمار کیا ہے، اور پھر شاندار انداز میں کتاب کی ضرورت واہمیت اُجاگر کی ہے، وہ فرماتے ہیں:

’’ودعائم العلم مشهورة مستحكمة يؤثر بها العلم على سائر أعراض الدنيا . . . والاستكثار من الكتب، فلن يخلو كتاب من فائدة وزيادة علم يجدها فيه إذا احتاج إليها. . . ولولا الكتب لضاعت العلوم ولم توجد.‘‘(۶)

ترجمہ: ’’علم کے ستون مشہور ومضبوط ہیں، جن کے سبب علم کو دنیا کی تمام چیزوں پر ترجیح دی جائے گی . . . ان میں سے ایک ستون کتابوں کی کثرت ہے، کوئی کتاب فائدے اور علمی زیادتی سے ہرگز خالی نہیں ہوتی، جسے پڑھنے والا اس میں پائے گا، جب بھی اس کا محتاج ہوگا، . . . پھر فرمایا کہ اگر کتابیں نہ ہوتیں تو علوم ضائع ہوجاتے اور ان کا وجود بھی نہ ہوتا۔‘‘

کتابیں خریدنے کی لذت

جس شخص کو حصولِ علم کا شوق، اور کتابیں پڑھنے کا ذوق ہو، وہ کتابیں حاصل کرنے اور انہیں اپنے پاس جمع کرنے میں لذت محسوس کرے گا، اور کتابیں خریدنے کے لیے رقم خرچ کرنے میں فرحت وسرور محسوس کرے گا۔ علم کا حقیقی طالب وہی ہوسکتا ہے جو بڑے نشاط اور خوش دلی سے کتابوں پر اپنا مال صرف کرے۔ اس سلسلے میں مشہور عربی دان علامہ جاحظ (ت: ۲۵۵ھ) نے کیا خوب بات کہی ہے:

’’فالإنسان لا يعلم حتى يكثر سماعهُ، ولا بدّ من أن تكون كتبه أكثر من سماعه؛ ولا يعلم، ولا يجمع العلم، ولا يختلف إليه، حتى يكون الإنفاق عليه من ماله، ألذّ عنده من الإنفاق من مال عدوّه ومن لم تكن نفقته التي تخرج في الكتب، ألذّ عنده من إنفاق عشّاق القيان، والمستهترين بالبنيان، لم يبلغ في العلم مبلغًا رضيًّا.‘‘(۷)

’’یعنی کوئی شخص علم حاصل اور جمع نہیں کرسکتا، اور نہ اس کے پاس کوئی دوسرا علم کے لیے آسکتا ہے، یہاں تک کہ اس پر اپنا مال خرچ کرنا، دشمن کے مال میں سے خرچ کرنے سے بھی زیادہ مزیدار ہو، اور جس آدمی کو کتابوں پر لگایا ہوا خرچ، گلوکارہ باندیوں اور عمارتیں بنانے والے لاپرواہ افراد کے خرچ کرنے سے زیادہ لذیذ نہ ہو تو ایسا شخص علم میں کسی قابلِ قدر مرتبہ تک نہیں پہنچ سکتا۔‘‘

یہی وجہ ہے کہ اسلاف میں سے بعض ایسے گزرے ہیں کہ تمام جمع پونجی کتابیں خریدنے میں لگادیتے تھے، چنانچہ مشہور نحوی علامہ علی بن سیف الابیاری (ت: ۸۱۴ھ) کے بارے میں تذکرہ نگاروں نے لکھا ہے:

’’وکلما حصل لہٗ شيء اشتری بہ کتبا.‘‘(۸)

ترجمہ:’’علامہ ابیاری کو جب بھی کوئی چیز حاصل ہوتی تو وہ اس کے بدلے کتابیں خرید لیتے۔‘‘

کتاب دوستی کی ایک مثال: سفری لائبریری

کتاب بینی ایک ایسا فرحت بخش اور پُرلذت مشغلہ ہے کہ جس شخص کو اس کی عادت ہوجائے، اور مطالعہ کا چسکا لگ جائے، وہ ہر حالت میں اس عمدہ مشغلہ سے لطف اندوز ہوگا، کتابیں پڑھ کر محظوظ ہوگا، یہی وجہ ہے کہ اکابرین اور اہلِ علم ودانش کی ایک جماعت کو اس کتاب بینی کی ایسی عادت تھی، اور علم میں اضافہ کا اتنا شوق تھا کہ وہ سفر وحضر ہر جگہ کتابیں اپنے ساتھ رکھتے۔ گھر میں مطالعہ میں انہماک کے باوجود اگر کبھی سفر درپیش ہوتا تو سفری لائبریری اپنے ساتھ لیے پھرتے، تھوڑا عرصہ بھی کتابوں سے جدائی گوارا نہیں تھی، چنانچہ مشہور ومعروف عربی دان اور لغت کے امام علامہ مجد الدین فیروزآبادیؒ (ت: ۸۱۷ھ) کے بارے میں تذکرہ نگار لکھتے ہیں کہ وہ سفر میں بھی اپنے ساتھ کئی سواریوں پر کتابیں لے جاتے تھے، جیسا کہ علامہ سخاویؒ رقم طراز ہیں:

’’وکان لا یسافر إلا وصحبتہ منھا عدۃ أحمال، ویخرج أکثرھا في کل منزلۃ، فینظر فیھا، ثم یعیدھا إذا ارتحلوہ.‘‘(۹)

ترجمہ:’’جب بھی وہ سفر کرتے تو ان کے ساتھ کئی گٹھڑیاں کتابوں کی ہوتیں، اور وہ ان میں سے اکثر ہر منزل پر نکال کر مطالعہ کرتے، جب لوگ وہاں سے کوچ کرنے لگتے تو وہ دوبارہ ان میں ڈال دیتے تھے۔‘‘

اسی طرح اپنے ساتھ سفری لائبریری لے کر چلنے والوں میں سے ایک صلاح بن احمد مؤیدی (ت: ۱۰۳۸ھ) ہیں، وہ کئی وقیع کتابوں کے مصنف اور اعلیٰ استعداد والے علمائے کرام میں سے ایک تھے، کتابوں کے ساتھ انہیں خصوصی شغف تھا، چنانچہ علامہ شوکانیؒ ان کی سفری لائبریری کا بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

’’وإذا سافر أول ما تضرب خيمة الكتب، وإذا ضربت دخل إليها ونشر الكتب، والخدم يصلحون الخيم الأخرى ولا يزال ليلهٗ جميعه ينظر في العلم.‘‘(۱۰)

ترجمہ: ’’جب وہ سفر کرتے تو سب سے پہلے کتابوں کا خیمہ گاڑھا جاتا، جب خیمہ لگا دیا جاتا تو اس میں داخل ہوتے اور کتابیں پھیلا دیتے، اور خادم دوسرے خیمہ صحیح کرنے لگتے، وہ پوری رات ان کا مطالعہ کرتے رہتے تھے۔‘‘

شہیدِ مکتبہ

اسلاف میں فنا فی العلم بعض حضرات ایسے بھی گزرے ہیں جنہیں کتابوں سے عشق تھا، جن کی زندگی کتابوں کے گلستان میں گزرتی تھی، اور ان کے نزدیک کتابیں دنیا کی سب سے بڑی نعمت تھیں۔ ایسی جلیل القدر ہستیوں میں سے ایک مشہور ومعروف عربی دان عمر بن بحر المعروف علامہ جاحظ تھے۔ ان کے بعض عقائد ونظریات وغیرہ سے اختلاف کے باوجود اس بات میں کوئی شک نہیں کہ وہ کتابوں کے سچے عاشق تھے، اور کتابیں حاصل کرنے کا ادنیٰ موقع بھی ہاتھ سے جانے نہیں دیتے تھے، جاحظ کی کتابوں سے محبت کے بارے میں ایک عینی گواہ ابوہفان (ت: ۲۵۷ھ) کہتے ہیں:

’’لم أر قط ولا سمعت من أحبّ الكتب والعلوم أكثر من الجاحظ، فإنه لم يقع بيده كتاب قط إلا استوفى قراءته كائنًا ما كان، حتى إنه كان يكتري دكاكين الورّاقين و يبيت فيها للنظر.‘‘(۱۱)

ترجمہ: ’’میں ایسا کوئی شخص نہ کبھی دیکھا اور نہ سنا جس کو جاحظ سے بڑھ کر کتابوں اور علم سے محبت ہو؛ کیونکہ علامہ جاحظ کے ہاتھ میں جب بھی کوئی کتاب آتی تو اس کا پورا مطالعہ کرتے، چاہے جیسی بھی کتاب ہو، یہاں تک کہ وہ کتب فروشوں کی دکانیں کرائے پر لیتے، اور اس میں مطالعہ کے لیے رات کو ٹھہرتے۔‘‘

جاحظ کو کتابوں سے اس قدر الفت ومحبت تھی کہ ہر لکھی ہوئی چیز کا مطالعہ کرتے، یہاں تک کہ لکھے ہوئے کاغذات بھی ہاتھ سے جانے نہ دیتے تھے، اس سلسلے میں ان کا ایک واقعہ مشہور ہے، جسے محمد بن سلیمان جوہری بیان کرتے ہیں کہ ایک دن ہم جاحظ کے ساتھ سیر وتفریح کی غرض سے نکلے، ابھی ہم بصرہ کی جامع مسجد کے دروازے تک ہی پہنچے تھے کہ ایک خاتون نے کچھ پھٹے ہوئے اوراق برائے فروخت ہمارے سامنے پیش کیے، چونکہ ان میں ہمیں کوئی فائدہ نظر نہیں آیا، اس لیے ہم انہیں چھوڑ کر آگے چلے، لیکن جاحظ اس عورت کے ساتھ پیچھے رہ گیا، ہم نے کافی انتظار کے بعد دیکھا کہ اس نے اس عورت کو قیمت دی اور وہ اوراق لیے، اور ہمیں انتظار کا کہہ کر اپنے گھر چلا گیا، پھر جب وہ لوٹا تو ہم اس کا مذاق اُڑانے لگے، اس پر اس نے کہا: ’’فزت بقطعة من العلم وافرة‘‘ یعنی میں علم کا ایک کامل

حصہ لے کر کامیاب ہو گیا ہوں، یہ جواب سن کر ہم ہنسنے لگے، تو اس نے کہا:

''أنتم حمقى، والله إن فيها ما لا يوجد إلا فيها، ولكنكم جهال، لا تعرفون النفيس من الخسيس.''(۱۲)

ترجمہ: ''تم بے وقوف ہو، بخدا! ان اوراق میں بعض ایسی چیزیں ہیں جو صرف انہیں میں پائی جاتی ہیں، لیکن تم ناواقف ہو، قیمتی چیز کو خسیس وگھٹیا چیز سے جدا نہیں کر سکتے۔''

نیز جاحظ کی کتابوں سے محبت کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ ان کا انتقال بھی کتابوں کے درمیان ہوا، اور جس وقت روح قفسِ عنصری سے پرواز کر رہی تھی، اس وقت بھی کتابیں ان کے سینے پر تھیں، اور یوں وہ شہیدِ مکتبہ کہلائے، چنانچہ علامہ ابن العماد حنبلیؒ (ت:۱۰۸۹ھ) تحریر فرماتے ہیں:

''وكان موته بسقوط مجلدات العلم عليه.''(۱۳)

یعنی ''ان کا انتقال کتابوں کے اُن پر گرنے کی وجہ سے ہوا۔''

اور علامہ زرکلیؒ رقم طراز ہیں:

''ومات والكتاب على صدره قتلته مجلدات من الكتب وقعت عليه.''(۱۴)

ترجمہ: ''ان کی وفات اس حال میں ہوئی کہ کتاب ان کے سینے پر تھی، اس پر گرنے والی کتابوں کی جلدوں نے انہیں قتل کر ڈالا تھا۔''

ایک کتاب کے لیے میدان عرفات میں منادی کرانا

ہمارے اسلاف اور بزرگوں میں سے کتاب دوست بعض ایسے بھی گزرے ہیں جو مطلوبہ ایک کتاب کے حصول کے لیے بھی سرگرداں رہتے تھے، اور حتی المقدور اسے تلاش کرنے کی کوشش کرتے، انہی شخصیتوں میں سے ایک ابوبکر ابن اخشاد ہیں، وہ کہتے ہیں کہ علامہ جاحظ نے اپنے تالیف ''کتاب الحیوان'' کے شروع میں اپنی تمام تالیفات کا ذکر کیا تھا، من جملہ ان میں دو کتابوں ''الفرق بين النبي والمتنبي'' اور ''كتاب دلائل النبوة'' کا نام بھی تھا، کوشش کے بعد ''کتاب دلائل النبوة'' تو مل گئی، لیکن دوسری کتاب نہ مل سکی، پھر خیال ہوا کہ کہیں غلطی سے دوسری کتاب کا نام نہ لکھ دیا گیا ہو، اور حقیقت میں ایک ہی کتاب ہو، بہر حال جب میں مصر سے مکہ مکرمہ حج کرنے آیا تو میں نے میدانِ عرفات میں منادی کرائی؛ کیونکہ اطرافِ عالم سے لوگ وہاں آئے ہوئے تھے، اور اعلان کے الفاظ حسب ذیل تھے:

''رحم الله من دلّنا على كتاب الفرق بين النبي والمتنبىء لأبي عثمان الجاحظ على أي وجه كان.''

ترجمہ: ’’اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم کرے جو کسی بھی طرح ابوعثمان جاحظ کی کتاب ’’الفرق بين النبي والمتنبي‘‘ کی طرف رہنمائی کرے۔‘‘

اعلان کرنے والا میدانِ عرفات کا چکر لگاتا رہا، اور بالآخر ابن اخشاد کے پاس ناکام لوٹا، اور بتایا کہ لوگوں کو اس کتاب کے بارے میں کچھ پتا نہیں۔ (۱۵)

امام محمد بن حسن شیبانیؒ کا کتابوں میں استغراق

امام محمدؒ اپنا اکثر وقت گلستانِ کتب میں گزارتے، اور گھر کو بھی ایک قسم کا کتب خانہ بنادیا تھا، وہ کتابوں کے درمیان گھرے رہتے، اور ہمہ وقت مطالعۂ کتب میں مشغول رہتے، چنانچہ ایک مرتبہ ان کے نواسے نے والدہ محترمہ یعنی امام محمد کی لختِ جگر سے پوچھا کہ امی! بتلایئے کہ نانا جان اپنے گھر میں کیا کرتے تھے؟ اس پر ان کی والدہ نے جواب دیا:

’’كان والله يا بني! يكون في هذا البيت وحوله الكتب، ما كنت أسمع له كلمة غير أني كنت أراه يشير بحاجبه وإصبعه.‘‘(۱۶)

ترجمہ: ’’اللہ کی قسم! اے میرے بیٹے! وہ اس گھر میں ہوتے تھے، چاروں طرف کتابیں رکھی ہوتی تھیں، میں انہیں باتیں کرتے ہوئے نہیں سنتی تھی، بوقتِ ضرورت بھووں یا ہاتھ سے اشارہ کرتے تھے۔‘‘

گھر فروخت کرکے کتابیں خریدنا

دنیا میں بعض شخصیات کتاب سے محبت کرنے والی ایسی گزری ہیں، جنہوں نے کتابیں پانے کے لیے اپنا گھر بیچ ڈالا۔ بالفاظِ دیگر جسمانی سکون وآرام کے اسباب کے بدلے ذہنی راحت وسرور خریدا، اور کتابوں کے عاشقوں کے سامنے یہ سستا سودا ہے۔ انہی ہستیوں میں سے ایک ابوالعلاء حسن بن احمد ہمدانیؒ (ت:۵۶۹ھ) ہیں۔ چنانچہ طلحہ بن مظفر علی (ت:۵۹۳) کا بیان ہے:

’’بيعت كتب ابن الجواليقي في بغداد، فحضرها الحافظ أبو العلاء الهمداني، فنادوا على قطعة منها: ستين دينارا، فاشتراها الحافظ أبو العلاء بستين دينارا، والإنظار من يوم الخميس إلى يوم الخميس فخرج الحافظ، واستقبل طريق همدان، فوصل فنادى على دار له، فبلغت ستين دينارا فقال: بيعوا قالوا: تبلغ أكثر من ذلك قال: بيعوا فباعوا الدار بستين دينارا فقبضها، ثم رجع إلى بغداد، فدخلها يوم الخميس، فوفى ثمن الكتب.‘‘(۱۷)

ترجمہ: ’’ایک مرتبہ بغداد میں ابنِ جوالیقیؒ کی کتابیں فروخت کی جارہی تھیں، حافظ ابوالعلاء

ہمدانی بھی وہاں پہنچ گئے، فروخت کنندہ نے ان میں سے کچھ کتابوں کی قیمت ساٹھ دینار بتائی، ابوالعلاء ہمدانی نے انہیں ساٹھ دینار میں خریدا، ایک جمعرات سے دوسری جمعرات تک مہلت تھی، حافظ ابوالعلاء نے ہمدان کا راستہ لیا، وہاں پہنچ کر اپنا گھر بیچنے کا اعلان کرایا، جب اس کی قیمت ساٹھ دینار تک پہنچی تو انہوں نے لوگوں سے فرمایا کہ فروخت کردو، لوگوں نے کہا کہ اس سے زیادہ قیمت لگ سکتی ہے، لیکن پھر بھی انہوں نے بیچنے کا کہا، تو انہوں نے ساٹھ ہزار میں گھر فروخت کردیا، ابوالعلاء ہمدانی نے قیمت پر قبضہ کرکے بغداد کی راہ لی، اور جمعرات کو وہاں پہنچے، اور کتابوں کی قیمت ادا کردی۔‘‘

کتابیں بمنزلہ سوکن

کتب بینی کی لذت ایسی ہے کہ انسان دنیا ومافیہا سے بے گانہ ہوجاتا ہے، اور کتابوں کے سوااس کو کسی چیز کا ہوش نہیں رہتا، یہی وجہ ہے کہ بعض سلف صالحین کی بیویاں کتابوں کو سوکن شمار کرتی تھیں کہ جس طرح سوکن کی وجہ سے مرد کی توجہ بٹ جاتی ہے، اور بیوی کی طرف نظرِ التفات میں کمی آجاتی ہے، اسی طرح کتابوں کی وجہ سے بھی بسااوقات اہلیہ اور گھر بار کی طرف توجہ کم ہوجاتی ہے، چنانچہ مشہور محدث زبیر بن بکار کی زوجہ محترمہ بھی کتابوں کو اپنے حق میں تین سوکنوں سے زیادہ مضر کہتی تھیں، جیسا کہ زبیر بن بکار خود فرماتے ہیں:

’’قالت ابنة لأختي لأهلنا: خالي خير رجل لأهله لا يتخذ ضرة، ولا يشتري جارية، قال: تقول المرأة: والله لهذه الكتب أشد علي من ثلاث ضرائر.‘‘(۱۸)

ترجمہ: ’’میری بھانجی نے میری اہلیہ سے کہا: میرا ماموں اپنے گھر والوں کے حق میں بہتر ہے کہ دوسری شادی کرکے کوئی سوکن نہیں لاتا، اور باندی بھی نہیں خریدتا، اس پر اہلیہ نے کہا: اللہ کی قسم! یہ کتابیں مجھ پر تین سوکنوں سے زیادہ بھاری ہیں۔‘‘

نیز مشہور ومعروف فقیہ ومحدث امام ابوبکر محمد بن مسلم الزہری کے بارے میں بھی سوانح نگاروں نے یہی بات کی ہے کہ کتابیں دیکھ کر آپ دنیا ومافیہا سے بیگانہ ہوجاتے تھے، اسی وجہ سے ان کی اہلیہ کتابوں کو سوکن کہتی تھیں، جیسا کہ امام زہریؒ (ت:۱۲۴ھ) کے بارے میں علامہ ابنِ خلکان (ت:۶۸۱ھ) تحریر فرماتے ہیں:

’’وكان إذا جلس في بيته وضع كتبه حوله، فيشتغل بها عن كل شيء من أمور الدنيا، فقالت له امرأته يومًا: والله لهذه الكتب أشد علي من ثلاث ضرائر.‘‘(۱۹)

ترجمہ: ’’امام زہریؒ جب گھر میں بیٹھتے تو اپنے اردگرد کتابیں رکھتے، اور پھر ان میں مشغول ہوکر تمام دنیاوی معاملات بھول جاتے، اسی وجہ سے ایک دن ان کی اہلیہ نے

ان سے کہا: اللہ کی قسم! یہ کتابیں مجھ پر تین سوکنوں سے زیادہ بھاری ہیں۔''

خلاصۂ کلام یہ کہ ہمارے جلیل القدر اسلاف واکابرین کتب بینی کا مشغلہ رکھنے والے اور کتاب دوست تھے، ان کو فرد ومعاشرہ کی اصلاح کے سلسلے میں کتاب کی اہمیت کا اندازہ تھا، وہ سماج وثقافت پر اس کے دیرپا نتائج سے بھی بخوبی واقف تھے، وہ اس بات پر یقین رکھتے تھے کہ کتاب جیسا بے ضرر اور فائدہ مند دوست اور کوئی نہیں، اور کتاب حصولِ علم کا سب سے عمدہ ذریعہ ہے، اسی وجہ سے انہوں نے کتاب دوستی کی ایسی ناقابلِ فراموش داستان رقم کی ہے کہ موجودہ دور میں اس کا عشرِعشیر ملنا بھی مشکل ہے، لہٰذا ہمیں چاہیے کہ اپنے اسلاف کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے کتاب دوستی کی روایت کو باقی رکھیں۔

حواشی وحوالہ جات

١ – شذرات الذهب في أخبار من ذهب (٣٧٢/ ٤)، الناشر: دار ابن كثير– بيروت

٢ – الوافي بالوفيات لصلاح الدين الصفدي، (٢٠٢/ ١٨)، الناشر: دار إحياء التراث– بيروت

٣ – سير أعلام النبلاء للذهبي، (٤٢٤/ ١٣)، رقم: ٤٢٢٩، الناشر: دار الحديث– القاهرة

٤ – رفع الإصر عن قضاة مصر لابن حجر، (ص: ٣٤٦)، مكتبة الخانجي– القاهرة

٥ – تقييد العلم للخطيب البغدادي، (ص:١٢١)، الناشر: إحياء السنة النبوية– بيروت

٦ – رسائل ابن حزم، (٧٧/ ٤)، رسالة مراتب العلوم، الناشر: المؤسسة العربية للدراسات والنشر– بيروت

٧ – الحيوان للجاحظ، (٤١/ ١)، الإنفاق على الكتب، الناشر: دار الكتب العلمية– بيروت، ط: ١٤٢٤ھ

٨ – الضوء اللامع لأهل القرن التاسع للسخاوي، (٢٣١/ ٥)، الناشر: دار الجيل– بيروت

٩ – الضوء اللامع لأهل القرن التاسع للسخاوي، (٨١/ ١٠)، الناشر: دار مكتبة الحياة– بيروت

١٠ – البدر الطالع بمحاسن من بعد القرن السابع (٢٩٤/ ١)، رقم: ٢٠٧، الناشر: دار المعرفة– بيروت

١١ – معجم الأدباء لياقوت الحموي، (٢١٠١/ ٥)، الناشر: دار الغرب الإسلامي– بيروت

١٢ – تقييد العلم للخطيب البغدادي، (ص:١٣٧)، الإكثار من الكتب، الناشر: إحياء السنة النبوية– بيروت

١٣ – شذرات الذهب في أخبار من ذهب لابن العماد الحنبلي، (٢٣٢/ ٣)، الناشر: دار ابن كثير– بيروت

١٤ – الأعلام للزركلي، (٧٤/ ٥)، ترجمة الجاحظ عمرو بن بحر، الناشر: دار العلم للملايين– بيروت

١٥ – معجم الأدباء لياقوت الحموي، (٢١١٥/ ٥)، الناشر: دار الغرب الإسلامي– بيروت

١٦ – فضائل أبي حنيفة وأخباره لابن أبي العوام (ص:٣٥٠)، الناشر: المكتبة الإمدادية– مكة المكرمة

١٧ – ذيل طبقات الحنابلة لابن رجب الحنبلي، (٢٧٧/ ٢)، الناشر: مكتبة العبيكان– الرياض

١٨ – تاريخ بغداد للخطيب البغدادي، (٤٨٦/ ٩)، ذكر من اسمه الزبير، الناشر: دار الغرب الإسلامي– بيروت

١٩ – وفيات الأعيان لابن خلكان، (١٧٨/ ٤)، ترجمة: الزهري، الناشر: دار صادر– بيروت